آپ امتحان کیسے دیں

مولانا مفتی عبداللطیف صاحب طالقانی

انسانی استعداد اور قابلیت کو اُجاگر کرنے کا ایک بڑا سبب امتحان بھی ہے اور یہ امتحان آج سے نہیں بلکہ روز اول سے بنی نوع انسان میں رائج ہے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں کے سامنے امتحان اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی امتحان ہی کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر فوقیت ظاہر فرمائی اور خلافت کا سہرا ان کے سر باندھ دیا، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے جانباز صحابہ کا امتحان لیا ہے اور یہ سلسلہ تاحال جاری وساری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر زمانہ اور ہر طبقہ کا طریقہ امتحان مختلف ہوا کرتا ہے۔ ہر کوئی اپنے طریقے کے مطابق امتحان لیتا ہے۔ ہر ملک، ہر ادارہ، ہر تعلیم گاہ، ہر مدرسہ وجامعہ اپنے تجربات کی روشنی میں امتحان لینے کا جداگانہ طرز وانداز رکھتا ہے، مگر ان سب کی تفصیل سے قطع نظر ہم ان سطور میں جامعات ومدارس عربیہ کے امتحانات دینے کے طریقے اور امتحان سے متعلق لوازمات کا ذکر کریں گے، امید ہے کہ یہ باتیں عزیز طلبہ کرام کے لیے مفید ثابت ہوں گی۔

امتحان ہال میں داخلہ

امتحان کا سب سے پہلا مرحلہ امتحان گاہ میں داخل ہونا ہے، امتحان گاہ وہ مقدس مقام ہے جہاں سے انسان مشہور مقولہ کے مطابق "عندالامتحان یکرم الرجل أو یهان" یا کامیابی کا تاج پہن کر سرخرو ہو کر نکلتا ہے یا اسی محل سے ناکامی کا لبادہ اوڑھ کر حسرت وندامت کا داغ سہہ کر نکلتا ہے۔ اس لیے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ امتحان گاہ میں داخل ہوتے وقت ان تمام شرعی اور انتظامی قوانین و آداب کا خیال رکھے جن کا اعلان ادارہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ حتی الامکان اپنی وضع قطع کا بھرپور خیال کرتے ہوئے داخل ہو۔

نشست گاہ کا انتخاب

اکثر وبیشتر نشست گاہوں کا تعین ادارہ ویا مدرسہ کی طرف سے ہو جاتا ہے، البتہ اگر مدرسہ کی طرف سے نشست گاہ کا تعین نہ ہوا ہو تو طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لیے ایسی نشست گاہ کا انتظام کرے جس پر شبہ کا امکان نہ ہو کیوں کہ بسا اوقات نشست گاہ کے غلط انتخاب کی وجہ سے طالب علم مشتبہ گردانا جاتا ہے، اور تفتیش کی صورت میں طالب علم کے ذہن پر برا اثر پڑتا ہے، لہذا اچھی اور مناسب نشست گاہ کا انتخاب بھی ضروری ہے۔

بیٹھنے کا انداز

نشست گاہ پر باوقار انداز سے بیٹھنا ایک اچھے طالب علم کی علامت ہے۔ باوقار انداز سے بیٹھنا نہ صرف امتحان میں مستحسن ہے بلکہ معاشرے کے آداب میں سے ایک بہترین ادب ہے، اس لیے اپنے بیٹھنے کے انداز کو بہتر بنانا بھی ایک اچھا عمل ہے، امتحان گاہ میں طلبہ کرام مختلف انداز سے بیٹھتے ہیں، ہر کوئی اپنی راحت و آرام کے پیش نظر آرام طلب بیٹھک اختیار کرتا ہے، لیکن اچھے انداز سے بیٹھنا اور باوقار طریقے سے بیٹھنا جہاں اس طالب علم کی وقعت کو ممتحن کی آنکھوں میں بڑھاتا ہے، وہاں وہ شبہات سے بالاتر ہو کر امتحان دیتا ہے۔ اس سلسلے میں دو طریقۂ نشست زیادہ مناسب نظر آتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائے، دوسرا یہ ہے کہ تشہد کی حالت میں بیٹھا جائے اور اپنی ایک ٹانگ کو اوپر سینے کی طرف اٹھائے، تھک جانے کی صورت میں نشست تبدیل کر کے بیٹھ سکتا ہے۔

نقل کی ممکنہ صورتوں سے اجتناب

جہاں امتحان ہوتا ہے وہاں بعض طلبہ کا اپنے ساتھ نقل لے جانا بھی ایک عادت ہے، نقل کے عمل کے پیچھے، اسباق کی طرف توجہ نہ دینا، اپنی حاضری کو بری طرح متاثر کرنا، پڑھائی کے دوران محنت سے جی چرانا اور فضول کاموں اور تنظیمی سرگرمیوں میں حصہ لینا جیسے قبیح عوامل کارگر ہوتے ہیں۔ ایسے طلبہ عین موقع پر اپنے ساتھ نقل لے جاتے ہیں چنانچہ ایسے افراد نقل کرنے کے باوجود اکثر فیل ہو جاتے ہیں یا عین موقع پر اُن سے نقل برآمد کرلی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کو زبردست خفت ہوتی ہے اور ہر ادارہ اپنی صوابدید کے مطابق ایسے طالب علموں کے لیے سزا تجویز کرتا ہے، چونکہ نقل بیک وقت کئی قباحتوں کا مجموعہ ہے اس لیے اس سے بچنا طالب علم کے لیے ضروری ہے اور شرعی نقطہ نظر سے امتحان ادارہ کی ایک امانت ہے، لہٰذا اپنی بساط علمی کے مطابق امتحان دینا امانت داری اور نقل سے کام لینا خیانت ہے، خیانت کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے لہٰذا نقل کی ممکنہ صورتوں سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

گتے کا استعمال

امتحان کے لوازمات میں سے ایک لازمہ "گتا" ہے، گتا جتنا اچھا اور بہترین ہوگا طالب علم بھی اسی انداز سے اس کا استعمال کرے گا۔ بعض طالب علموں کو دیکھا گیا ہے وہ امتحانی گتے کو سیدھا پکڑنے کے بجائے ٹیڑھا پکڑتے ہیں جو بدنما لگنے کے ساتھ طالب علم کے مشتبہ بھی ہو جانے کا باعث ہوتا ہے اس لیے اس کے استعمال کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ گتے کو سیدھا اور اپنی ران کے اوپر رکھنا چاہیے، بہتر ہے کہ گتے کے اوپر ایک ایسی نرم چیز رکھی جائے جس پر قلم روانی کے ساتھ چل سکے۔

سوالیہ پرچہ وصول کرنے کا طریقہ

ویسے تو ممتحنین حضرات پرچے امتحان ہال میں چکر لگا کر تقسیم کرتے ہیں لیکن پھر بھی یاددہانی کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ پرچہ وصول کرنے کے لیے طالب علم کو اپنی نشست گاہ سے کھڑا ہونا چاہیے تاکہ پرچہ تقسیم کرنے والے حضرات کے ساتھ تعاون کے ساتھ ساتھ آسانی بھی ہو، اور پرچہ انتہائی توجہ اور دونوں ہاتھوں سے وصول کرلینا چاہیے، ایک ہاتھ سے پرچہ وصول کرنا بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے اور مروت کے بھی خلاف ہے۔

پرچہ لکھنے کا طریقہ

سوالیہ پرچہ پڑھنے اور سمجھنے کے بعد آپ جواب کیسے لکھیں گے، جواب لکھنے میں ہر طالب علم کا اپنا الگ طریقہ ہے مگر یہاں جو طریقے اچھے اور بہتر ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی جوابی کاپی کے صفحات کی چاروں طرف مناسب حاشیہ چھوڑ کر خوب صورت قلم سے لکیر لگائیں اور پھر جلی حروف سے عنوانات لگا کر اپنا پرچہ مکمل کرلیں۔ لکیر لگانے میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ لکیریں ٹیڑھی اور بدنما نہ ہوں، ہوتا یہ ہے کہ بعض اوقات لکیر تو لگا دیتے ہیں لیکن اوپر سے حاشیہ چھوٹا چھوڑ دیتے ہیں اور نیچے سے اس حاشیہ کو بڑھا دیتے ہیں چنانچہ اس قسم کی لکیریں بدصورت اور بری لگتی ہیں۔ لکیریں اگر بال پین یا مارکر سے لگائی جائیں تو بہتر ہوگا، عام سیاسی والے قلم سے لکیر لگانا خرابی سے خالی نہیں، کیوں کہ کبھی کبھار سیاہی چھوٹ جاتی ہے اور پورا صفحہ خراب ہو جاتا ہے۔

سوالیہ پرچہ میں موجود حل طلب باتوں کے لیے عنوانات کا تعین ضروری ہے، اگر آپ سے پانچ چھ مختصر الگ الگ باتیں پوچھی گئیں ہیں تو آپ ان پانچ باتوں کے لیے مستقل عنوان قائم کریں کیوں کہ اس سے حل طلب باتیں اچھی طرح واضح ہو جاتی ہیں جس کا ممتحن پر

اچھا اثر پڑتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ جوابی کاپی کی چاروں طرف کچی پنسل سے لکیر لگائیں اور پھر صفحہ کی چاروں جانب سے پنسل کے نشانات کو ربڑ سے مٹادیں، چنانچہ لکیر کو مٹانے کے بعد آپ کی یہ جوابی کاپی خوشنما نظر آئے گی اور جلب توجہ کا باعث بنے گی۔

ان دونوں طریقوں میں ایک بات کا مزید اہتمام کیا جائے تو بہتر ہوگا وہ یہ ہے کہ اگر ایک سوال کا جواب صفحے کے درمیان میں ختم ہو جاتا ہے تو کچھ فاصلے کے ساتھ دوسرا سوال شروع کرنا چاہیے اور اگر صفحے کا کچھ حصہ باقی رہ جائے تو نئے سوال کو اگلے صفحے سے شروع کیا جائے اور اس باقیماندہ حصے کو خالی چھوڑ دیا جائے، کیوں کہ بعض اوقات اسی سوال سے متعلق کوئی بات شروع میں ذہن سے نکل جاتی ہے اور بعد میں یاد آجاتی ہے تو یہ خالی جگہ اس وقت کام آسکتی ہے اور یہی بات ہر سوال کے اختتام پر جگہ چھوڑنے میں ہے، ہر ممکن کوشش کرے کہ سلجھے ہوئے انداز میں نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ مختصر، بلکہ میانہ روی کے ساتھ لکھے۔ کاٹ پیٹ سے کام نہ لے۔

قلم پکڑنے کا طریقہ

درست استعمال اور صحیح طرح پکڑنا درحقیقت ایک فن ہے، اس کے پکڑنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قلم کو شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے پکڑ کر درمیانی اُنگلی سے نیچے سے سہارا دیا جائے، اور ان تینوں انگلیوں کو قدرے دراز کر دیا جائے نہ بہت سختی سے پکڑے اور نہ بہت نرمی سے، بلکہ درمیانی گرفت سے پکڑ کر استعمال کرے، بعض حضرات کی عادت ہے کہ وہ قلم کو بہت مضبوط پکڑ کر لکھتے ہیں اور اپنی انگلیاں لمبے رکھنے کے بجائے مجتمع کر کے لکھتے ہیں، تحریر کرنے کا یہ انداز تھکاوٹ اور ہاتھ کے درد سے خالی نہیں ہوتا اس لیے مذکورہ طریقے پر لکھنے کی عادت ڈالی جائے جس میں اس قسم کی کوئی کیفیت نہیں ہوتی، بعض حضرات کو دیکھا گیا ہے وہ قلم کو کاغذ پر دبا کر لکھتے ہیں، یہ طریقہ بھی درست نہیں ہے، قلم کو سبک رفتاری سے نرم انداز میں چلانا چاہیے تاکہ کام بھی چلے اور قلم بھی خراب نہ ہو اور کاغذ بھی متاثر نہ ہو۔

کونسا قلم استعمال کرنا مناسب ہے

فاونٹین پین ہو یا بال پین، دونوں کا استعمال درست ہے، البتہ امتحان میں بال پین کے بجائے سیاہی والا پین استعمال کرنا مناسب ہے اس لیے کہ امتحان میں تحریری کام ذرا لمبا ہوتا ہے اور سیاہی والا پین نرم چلتا ہے، اس لیے سیاہی والا پین زیادہ مناسب ہے، ہاں اگر کوئی بال پین صحیح اور رواں چلتا ہو تو اس کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں۔

خوشخطی سیکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ سیاہی والا پین استعمال کریں، اس لیے کہ خوشخطی میں قلم کا نرم چلنا طالب علم کے لیے بہت مفید ہے، کیوں کہ سیاہی والے قلم سے خط بنتا ہے اور بال پین سے خط مضبوط ہو جاتا ہے، سیکھنے میں سیاہی والا قلم اور اپنے خط مضبوط کرنے میں بال پین استعمال کیا جائے۔ بہت زیادہ باریک اور بہت ہی زیادہ موٹے قلم کے استعمال سے احتراز کیا جائے۔

صاف اور خوشخط لکھنا

صاف اور خوشخط لکھنا ایک باوقار اور ذی استعداد طالب علم کی شناخت ہے، یہ بات ملحوظ نظر رہے کہ خوشخط لکھنے سے مراد خطاطی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد جوابی کاپی کو ایسے انداز سے لکھنا جو بہت آسانی اور روانی کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہو، کلما - کو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح پیچیدہ کر کے لکھنا کہ پڑھنے میں دقت اور تکلیف کا سبب ہو قطعاً درست نہیں ہے خصوصاً امتحان کے موقعہ پر، کیوں کہ ایسی لکھائی طبیعت پر بوجھ بن جاتی ہے اور دیکھنے والا اکتا جاتا ہے، صاف اور ہر ہر کلمے کو خوب صورت اور مناسب فاصلے کے ساتھ لکھے، سطر کے اوپر ایسے

انداز سے لکھے کہ کوئی حرف سطر سے نیچے نہ آئے بلکہ متوازی انداز میں ہو، جوابی کاپی کے صفحات پر سطور تنگ ہوں تو بیچ میں سطر چھوڑ کر لکھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر سطور کے درمیان اچھا خاصہ فاصلہ ہو جیسے وفاق المدارس کی جوابی کاپیوں میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں سطر چھوڑ کر لکھنا درست نہیں ہے، ان کاپیوں میں سطر چھوڑ کر لکھنے سے تحریر خوشنما بننے کے بجائے بدصورت نظر آئے گی۔ پروفیسر سید محمد سلیم صاحب مرحوم نے خوشخطی کے تین اصول ذکر کیے ہیں، استفادے کے لیے ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

۱۔ آسان خوانی: اس خط کی تحریریں آسانی سے پڑھی جاتی ہوں۔ ۲۔ آسان نویسی: اس خط میں تحریریں آسانی سے لکھی جاتی ہوں۔ ۳۔ خوش نمائی: اس خط کی تحریریں دیکھنے میں خوش نما نظر آتی ہوں۔

(تاریخ خط و خطاطین" ص۷۹)

سیاہی کا استعمال

امتحان میں سرخ روشنائی اور اس سے ملتی جلتی روشنائیوں کا استعمال پورے پرچے میں صحیح نہیں، اس لیے کہ مہذب قوموں کے نزدیک سرخ روشنائی کا استعمال معیوب سمجھا جاتا ہے، ضرورت کی حد تک استعمال کی گنجائش ہے، مثلاً عنوانات اگر سرخ روشنائی سے لکھنا چاہیں۔ البتہ جو سب سے زیادہ جاذب نظر سیاہی ہے وہ سیاہ روشنائی ہے، کالی روشنائی میں تحریر خوب صورت نظر آتی ہے اور خطاطوں کے ہاں سب سے زیادہ عمدہ سیاہی کالی روشنائی رہی ہے۔ آج کل کالی روشنائی تو بہت دستیاب ہوتی ہیں مگر اُن میں وہ عمدگی نہیں ہوتی جو کبھی ہوتی تھی، پھر بھی اصلی پارکر سیاہی اور پلیکان سیاہی خاصی معیاری ہوتی ہیں، یہی سیاہی استعمال میں رکھنی چاہیے۔ نیلی سیاہی کا استعمال چنداں مفید نہیں ہے اور نہ اس کی لکھائی میں کوئی رونق پائی جاتی ہے، عام استعمال میں بھی اس سے استفادہ نہیں کرنا چاہیے۔

علامات ترقیم

ضروری علامات ترقیم کا استعمال قاری کے لیے سہولت کا باعث ہے مثلاً فصلہ یا فاصلہ (،) علامۃ التفصیل (:) علامۃ التنصیص (" ") قوسین (( )) علامۃ الانتہاء (۔) ان ضروری علامات کا استعمال بھی پرچہ نویسی کے بنیادی قواعد میں شامل ہیں۔

نظر ثانی

طالب علم کو چاہیے کہ سوالات حل کرنے کے بعد ان پر نظر ثانی بھی کرلے، تاکہ کتابت کی غلطیوں اور دوسری غلطیوں کا تدارک کرسکے، اور اگر بات بھول گیا تو لکھ سکے یہ حتمی بات ہے کہ نظر ثانی سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا ادراک بروقت نہیں ہوتا۔

وفاق سے ملحقہ مدارس و جامعات سے گذارش

سہ ماہی "وفاق المدارس" چونکہ وفاق المدارس کا ترجمان ونقیب ہے، اس لیے وفاق سے ملحقہ ملک کے تمام مدارس وجامعات میں ارسال کیا جاتا ہے اور انہیں اس کی خریداری کا پابند بنایا گیا ہے۔ جس کا سالانہ بدل اشتراک -/100 روپیہ ہے جبکہ فی شمارہ 25 روپے ہے۔ لیکن بعض ادارے اس کے بدل اشتراک میں نادانستہ تاخیر کرتے ہیں، اس لیے متعلقہ اداروں سے گذارش ہے کہ سالانہ چندۂ وفاق کے ساتھ ہمیشہ کے لیے -/100 روپیہ برائے سہ ماہی "وفاق المدارس" ضرور ارسال فرمایا کریں۔ جن اداروں نے اب تک یہ رقم ارسال نہیں کی از راہ کرم وہ رقم ارسال فرمادیں۔ (ادارہ)